سورة بني اسرائيل

آيات ۱۰۱ - ۱۱۱

وَ لَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى تِسۡعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِذۡ جَآءَهُمۡ فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰمُوۡسٰى
مَسۡحُوۡرًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ هٰٓؤُلَاۤءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ ۚ وَ اِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰفِرۡعَوۡنُ
مَثۡبُوۡرًا ﴿١٠٢﴾ فَاَرَادَ اَنۡ يَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَ مَنۡ مَّعَهٗ جَمِيۡعًا ۙ﴿١٠٣﴾
وَّ قُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ؕ﴿١٠٤﴾
وَ بِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَ بِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيۡرًا ۘ﴿١٠٥﴾
وَ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكۡثٍ وَّ نَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِيۡلًا ﴿١٠٦﴾
قُلۡ اٰمِنُوۡا بِهٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهٖۤ اِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ يَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا
ۙ﴿١٠٧﴾ وَّ يَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا ﴿١٠٨﴾
وَ يَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ يَبۡكُوۡنَ وَ يَزِيۡدُهُمۡ خُشُوۡعًا السجدة ۩ ﴿١٠٩﴾
قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۚ وَ لَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتۡ
بِهَا وَ ابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴿١١٠﴾ وَ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَ
لَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرۡهُ تَكۡبِيۡرًا ع ﴿١١١﴾

سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل

مکیة

آیات 111

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

سورت کا مرکزی مضمون: قرآنِ کریم پر ایمان کی دعوت۔ انسانیت کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ رہنمائی اور ذمہ داری (دینِ حق اور اس کے تقاضے)۔ ہجرت، فتح مکہ، فتح بیت المقدس کی بشارت

آیات 1 تا 10

سفر معراج مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ
بنی اسرائیل کے عروج و زوال کی مختصر تاریخ
بنی اسرائیل (اور مشرکین) کو اسلام کی دعوت

آیات 11 تا 22

بنی نوع انسان کے لیے عبرت و نصیحت
انسان کی کامیابی و ہلاکت کے اصول

آیات 23 تا 39

اسلام کی معاشرتی ہدایات
اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کے بنیادی اصول

آیات 40 تا 60

مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش
مشرکین کے عقائد کی تردید اور توحید، رسالت اور معاد پر ان کے اعتراضات کے جواب

آیات 61 تا 70

ابلیس کی انسان دشمنی
بنی آدم کی تکریم و فضیلت
نعمت پا کر انسان کے غرور و استکبار کی تمثیل

آیات 71 تا 77

رسول اللہ ﷺ کو سرزمین مکہ سے بے اثر اور بے دخل کرنے کے منصوبوں کی ناکامی کی بشارت
ہجرت کے باب میں سنت الٰہی کی وضاحت

آیات 78 تا 82

حصول صبر و ثابت کے لیے نماز، قرآنِ کریم، تہجد اور تعلق باللہ کی ہدایات

آیات 83 تا 100

کفار کی طرف سے بعض معجزات کا مطالبہ اور ان کا جواب— قرآن جیسا کلام لانے کا چیلنج
ہدایت و ضلالت کے باب میں سنت الٰہی

آیات 101 تا 104

حضرت موسیٰ اور ان کے نو معجزات۔ ان معجزات کے دیکھنے کے باوجود فرعون کی سرکشی اور اس کا انجام
قریشی قیادت کے رویے فرعون کی طرح ہیں

آیات 105 تا 111
اختتام سورۃ

قرآن یکسر حق ہے۔ قرآن پر ایمان لانے کی ہدایت
رسول کی ذمہ داری صرف انذار و تبشیر ہے
خالص عقیدۂ توحید اختیار کرنے کی ہدایت

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى تِسۡعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِذۡ جَآءَهُمۡ فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰمُوۡسٰى مَسۡحُوۡرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ هٰۤؤُلَۤاءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بَصَآٮِٕرَ

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى - اور بلاشبہ یقیناً ہم نے دیں موسیٰ کو

اٰتٰی یُؤْتِیْ ، اِیْتَآءٌ: دینا

تِسۡعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ - نو واضح نشانیاں (معجزات)

بَیِّنٰتٍ: واضح، کھلی (بَیِّنَةٌ کی جمع)

فَسۡـَٔلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ - پس پوچھ لو بنی اسرائیل سے

سَاَلَ یَسْئَلُ ، سُؤَالًا: سوال کرنا، پوچھنا

اِذۡ جَآءَهُمۡ فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ - جب وہ آیا ان کے پاس تو کہا اس سے فرعون نے

جَآءَ یَجِیْٓءُ ، مَجِیْٓءٌ: آنا

اِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰمُوۡسٰى مَسۡحُوۡرًا۔ بیشک میں یقیناً سمجھتا ہوں تمہیں اے موسیٰ سحر زدہ شخص

ظَنَّ یَظُنُّ ، ظَنًّا: گمان کرنا

مَسْحُور: سحر کیا گیا

قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ - (موسیٰ نے) کہا بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے

مَاۤ اَنۡزَلَ هٰۤؤُلَۤاءِ اِلَّا - (کہ) نہیں اتارا اُن (معجزات) کو مگر

اَنْزَلَ یُنْزِلُ ، اِنْزَالًا: نازل کرنا (یکمشت) (۱۷)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - آسمانوں اور زمین کے رب نے

بَصَآٮِٕرَ - واضح دلائل بنا کر

بَصَآئِرَ: کھلی دلیلیں، واضح دلائل - بَصِیْرَةٌ کی جمع)

وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰفِرۡعَوۡنُ مَثۡبُوۡرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنۡ يَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ جَمِيۡعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ﴿۱۰۴﴾

وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰفِرۡعَوۡنُ - اور بیشک میں یقیناً گمان کرتا ہوں تجھے اے فرعون

مَثۡبُوۡرًا - غارت (ہلاک) کیا ہوا

ثَبَرَ يَثْبُرُ ، ثَبْرًا و ثُبُورًا : ہلاک ہونا | ثُبُور : ہلاکت، بربادی | مَثْبُور : ہلاک شدہ

فَاَرَادَ اَنۡ - تو ارادہ کیا (فرعون نے) کہ

يَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ - وہ اکھاڑ پھینکے ان کو اس سرزمین سے

اِسْتَفَزَّ يَسْتَفِزُّ ، اِسْتِفْزَازٌ: پھسلانا، باہر نکال دینا، اکھاڑ پھینکنا (X)

فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ جَمِيۡعًا - تو ہم نے غرق کر دیا اسے اور جو اسکے ساتھ تھے سب کو

اَغْرَقَ يُغْرِقُ ، اِغْرَاقًا
غرق ہونا

وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ - اور ہم نے کہا اس کے بعد

لِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ - بنی اسرائیل سے تم رہو (اس) زمین میں

سَكَنَ يَسْكُنُ ، سَكَنًا: رہنا

فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ - پھر جب آئے گا آخرت کا وعدہ

جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا - (تو) ہم لے آئیں گے تم سب کو اکٹھا کر کے

(ل ف ف)

لَفَّ يَلُفّ ، لَفًّا: یکجا / اکٹھا کرنا
لفافہ ، ملفوف، لَف، لَفیف

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ
عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿١٠٣﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿١٠٤﴾

ہم نے موسیٰؑ کو تو نشانیاں عطا کی تھیں جو صریح طور پر دکھائی دے رہی تھیں اب یہ تم خود بنی اسرائیل سے پوچھ لو کہ جب وہ سامنے آئیں تو فرعون نے یہی کہا تھا کہ "اے موسیٰؑ، میں سمجھتا ہوں کہ تو ضرور ایک سحر زدہ آدمی ہے۔ موسیٰؑ نے اس کے جواب میں کہا "تو خوب جانتا ہے کہ یہ بصیرت افروز نشانیاں رب السماوات و الارض کے سوا کسی نے نازل نہیں کی ہیں، اور میرا خیال یہ ہے کہ اے فرعون، تو ضرور ایک شامت زدہ آدمی ہے،
آخر کار فرعون نے ارادہ کیا کہ موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو زمین سے اکھاڑ پھینکے، مگر ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اکٹھا غرق کر دیا۔ اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ اب تم زمین میں بسو، پھر جب آخرت کے وعدے کا وقت آن پورا ہوگا تو ہم تم سب کو ایک ساتھ لا حاضر کریں گے،

محمد اقبال

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ
يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ
وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾

We granted Moses nine clear signs. Ask the Children of Israel about that: when these signs came forth, Pharaoh said to him: "Moses, I think that you are bewitched."
Moses replied: "You know well that no one but the Lord of the heavens and the earth has sent these as eye-opening proofs. I truly think, O Pharaoh, that you are indeed doomed."
At last Pharaoh decided to uproot Moses and the Children of Israel from the land, but We drowned him together with all who were with him; and thereafter We said to the Children of Israel: "Now dwell in the land, but when the promised time of the Hereafter comes, We shall bring you all together."

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾

مطالبہ معجزات کا جواب

- آیت ۹۰ سے ۹۳ تک ان معجزات کا ذکر گزر چکا ہے قریش جن کا مطالبہ کرتے تھے۔ یہاں پھر کفار مکہ کو معجزات کے مطالبے پر جواب دیا گیا ہے (تیسری مرتبہ)۔ اس میں بتانا مقصود یہ ہے کہ قومیں معجزات دیکھ کر ضروری نہیں کہ ایمان کا راستہ اختیار کر لیں بلکہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب وہ معجزات طلب کرتی ہیں تو ساتھ وعدہ بھی کرتی ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، لیکن مختلف قسم کے معجزات دیکھنے کے باوجود وہ ایمان لانے کی بجائے اسے جادو قرار دے کر مسترد کر دیتی ہیں
- فرعون کی قوم نے بھی مختلف وقتوں میں موسیٰ (علیہ السلام) سے مختلف معجزات دیکھے (ید بیضا، عصا، فرعون اور اس کی قوم پر خشک سالی، ہر قسم کی پیداوار کی کمی، طوفان، ٹڈی دل، قمل، مینڈک اور خون)
- قریش سے کہا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل سے پوچھو، کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے یہ معجزات قوم فرعون کو دکھائے تو کیا وہ ان معجزات کو دیکھ کر ایمان لے آئی؟ اپنے انکار کی روش پر چل کر عذاب الٰہی کا شکار ہوئی اور پانی میں غرق ہو گئی
- آپ ﷺ سے معجزات طلب کرنے پر قریشِ مکہ کو یہود ہی اکساتے تھے ان کی اسی حرکت کے سبب سے قرآن نے انہی کو گواہ بنا کر پیش کیا کہ ان کے نبی نے معجزے دیکھائے تو سہی لیکن انہی سے پوچھو کہ یہ سارے معجزے دکھانے کا نتیجہ کیا نکلا؟ اگر نتیجہ یہی نکلا کہ فرعون اور اس کی قوم غرق ہو کے رہی تو آخر یہ راستہ وہ قریش کو کیوں دکھاتے ہیں۔
- قریشِ مکہ کو تنبیہ ! ایمان کو معجزوں کے ساتھ مشروط کرنا خطرناک رویہ ہے جو تمہارے لیے تباہ کن ہو سکتا ہے۔ اسی طرح نبی کی تعلیمات پر کان نہ دھرنا بلکہ اس کی پر از حکمت باتوں کو سحر یا جادو کا نتیجہ قرار دینا فرعون اور آلِ فرعون کی روش- نتیجہ، ہلاکت

فَاَرَادَ اَنۡ يَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ جَمِيۡعًا ۝١٠٣ وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ۝١٠٤

- حضرت موسیٰ نے فرعون کو جواب بالکل ترکی بہ ترکی دیا کہ تجھے خوب معلوم ہے یہ معجزات کسی سحر و شعبدہ کے کرشمے نہیں۔ کسی ملک پر قحط آجانا، یا لاکھوں مربع میل زمین پر پھیلے ہوئے علاقے میں مینڈکوں کا ایک بلا کی طرح نکلنا، یا تمام ملک کے غلے کے گوداموں میں گھن لگ جانا، اور ایسے ہی دوسرے عام مصائب کسی جادوگر کے جادو، یا کسی انسانی طاقت کے کرتب سے رونما نہیں ہو سکتے۔ ان کو دیکھ کر بھی اگر تمہاری آنکھیں نہیں کھلتیں تو تم پر اللہ کی حجت تمام ہو گئی ہے اور تمہاری ہلاکت کا وقت گویا آ گیا ہے

اس قصے کو بیان کرنے کی غرض -قریش کے لیے آئینہ

- فرعون نے اس کے بعد اپنا پورا زور صرف کر دیا کہ حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کے قدم سرزمین مصر سے نکال دے اور ایسی صورتحال پیدا کر دے کہ ان کے پاؤں اکھڑ جائیں اور وہ کسی طرح مصر میں رہنے کے قابل نہ رہیں اور ہجرت پر مجبور ہو جائیں
- لیکن اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اکٹھے بحر قلزم میں غرق کر دیا
- بنی اسرائیل کی تاریخ کا حوالہ دے کر در حقیقت قریش کو یہ بات سمجھانا ہے کہ جس طرح فرعون نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو سرزمین مصر سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی اور اس کے نتیجے میں تباہ ہو گیا، تم بھی اسی طرح نبی کریم (ﷺ) اور مسلمانوں کو اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہو۔ اب اگر اسی روش پر تم چلو گے تو تمہارا انجام اس سے کچھ بھی مختلف نہ ہو گا۔ تمہیں تاریخ کے اس آئینہ میں اپنا انجام دیکھ لینا چاہیے۔
- بنی اسرائیل کو اللہ نے ارض مقدس میں لا بسایا لیکن ساتھ انہیں آخرت کا وعدہ بھی یاد دلایا کہ اس کامیابی کی خوشیوں میں آخرت کو نہ بھول جانا۔ جس طرح ہم تمہیں یہاں اکٹھے لے آئے ہیں حشر کے میدان میں بھی حساب کے لیے جمع کریں گے

وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾

- اس آیتِ کریمہ کے بارے میں ایک دوسرا قول اور احتمال یہ بھی بیان کیا مفسرین نے کہ بنی اسرائیل کا یہ (دوبارہ) جمع ہونا جس کا اس آیت میں ذکر ہے ارضِ فلسطین میں ہے جیسا کہ آج کل ہے ارض فلسطین میں یہود تمام اطراف اور اکناف عالم سے کھنچ کھنچ کر جمع ہو رہے ہیں۔ جہاں ان پر دوسرا عذاب واقع ہوگا (وَعْدُ الْاٰخِرَةِ)
- اس سورت کے نزول کے وقت بنی اسرائیل کے دور انتشار (Diaspora) یعنی فلسطین سے بے دخل ہوئے ساڑھے پانچ سو سال ہو چکے تھے۔ پچھلی صدی تک بھی ان کی کیفیت یہ تھی کہ یہ لوگ پوری دنیا میں بکھرے ہوئے تھے۔ چونکہ کسی اجتماعی سزا یا عذاب کے لیے ان کا ایک جگہ اکٹھے ہونا ضروری تھا اس لیے قدرت کی طرف سے اسرائیل کی ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا اور آیت زیر نظر کے الفاظ کے عین مطابق دنیا کے کونے کونے سے تمام یہودیوں کو اکٹھا کر کے یہاں آباد کیا گیا۔ اب اپنے زعم میں تو ان لوگوں نے عظیم تر اسرائیل (Greater Israel) کا منصوبہ اور نقشہ تیار کر رکھا ہے اور عین ممکن ہے ان کا یہ منصوبہ پورا بھی ہو جائے مگر بالآخر یہ عظیم تر اسرائیل ان کے لیے عظیم تر قبرستان ثابت ہوگا (واللہ اعلم !) آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور آپ ہی کے ہاتھوں اس قوم کی ہلاکت ہوگی۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ - اور حق کے ساتھ ہم نے نازل کیا اسے

اَنْزَلَ يُنْزِلُ ، اِنْزَالًا: نازل کرنا (یکمشت) (IV)

وَبِالْحَقِّ نَزَلَ - اور حق کے ساتھ وہ نازل ہوا

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا - اور نہیں ہم نے بھیجا آپ کو مگر

مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا - خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر

مُبَشِّر: خوشخبری دینے والا | نَذِيْر : خبردار کرنے والا

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ - قرآن کو ہم نے جز جز کر کے نازل کیا

فَرَقَ يَفْرُقُ ، فَرْقًا وَ فُرْقَانًا : جز جز کرنا، جدا جدا کرنا

لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ - تاکہ آپ پڑھیں اسے لوگوں پر

لِ :لام تعلیل(تاکہ) | قَرَأَ يَقْرَأُ ، قِرَآءَةٌ :پڑھنا

عَلٰى مُكْثٍ - ٹھہر ٹھہر کر

مَكَثَ يَمْكُث ، مَكْثًا... ٹھہرنا، انتظار کرنا | اس کے مفہوم میں 2 جز ہیں- ٹھہرنا اور انتظار کرنا

وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا - اور ہم نے اسے اتارا بتدریج

نَزَّلَ يُنَزِّلُ ، تَنْزِيْلًا :بتدریج(تھوڑا تھوڑا)نازل کرنا (II)

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا - آپ کہیے، تم ایمان لاؤ اس پر یا نہ لاؤ

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝١٠٧ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝١٠٨ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝١٠٩

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ - بیشک جو لوگ دیے گئے علم

اٰتٰی .. دینا

اُوْتُوْا : وہ دیئے گئے (مجہول-passive verb)

مِنْ قَبْلِهٖٓ - اس سے پہلے

اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ - جب وہ پڑھا جاتا ہے ان پر (تو)

يُتْلٰى : تلاوت کیے گئے - (مجہول-passive verb)

يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا - وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہوئے

خَرَّ يَخِرُّ ، خَرًّا : نیچے گرنا

اَلْاَذْقَانِ : ٹھوڑیاں - ذَقَن کی جمع
Chins/Faces

وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ - اور وہ کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب

اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا - بلاشبہ ہے ہمارے رب کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا

مَفْعُوْلًا : (اسم مفعول)، پورا) کیا ہوا

وَيَخِرُّوْنَ - اور گر پڑتے ہیں وہ

لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ - منہ کے بل روتے ہوئے

بَكٰى يَبْكِىْ ، بُكَآءٌ : رونا

وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا - اور اضافہ کرتا ہے (یہ کلام) ان کے خشوع (عاجزی) میں

زَادَ يَزِيْدُ ، زِيَادَةٌ : زیادہ کرنا، بڑھانا

خَشَعَ يَخْشَعُ ، خُشُوْعًا : عاجزی کرنا

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (١٠٥) وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (١٠٦) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا
تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا (١٠٧) وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (١٠٨) وَيَخِرُّوْنَ
لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۩ (١٠٩)

اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور حق ہی کے ساتھ یہ نازل ہوا ہے، اور اے محمدؐ، تمہیں ہم نے اِس کے سوا اور کسی کام کے لیے نہیں بھیجا کہ (جو مان لے اسے) بشارت دے دو اور (جو نہ مانے اُسے) متنبہ کر دو۔ اور اس قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے تاکہ تم ٹھیر ٹھیر کر اسے لوگوں کو سناؤ، اور اسے ہم نے (موقع موقع سے) بتدریج اتارا ہے۔ اے محمدؐ، اِن لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو، جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔ اور پکار اٹھتے ہیں "پاک ہے ہمارا رب، اُس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا" اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر اُن کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے

We have sent down the Qur'an with the Truth, and it is with the Truth that it has descended. And We have not sent you but to proclaim good news and to warn. We have revealed the Qur'an in parts that you may recite it to people slowly and with deliberation; and (for that reason) We have revealed it gradually (to suit particular occasions). Tell them, (O Prophet): "Whether you believe in it, or do not believe," but when it is recited to those who were given the knowledge before its revelation, they fall down upon their faces in prostration and say: "Glory be to our Lord. Surely the promise of our Lord was bound to be fulfilled. "And they fall down upon their faces, weeping, and their humility increases when (the Qur'an) is recited to them.

محمد اقبال

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

دعوت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری

- سورۃ بنی اسرائیل کا مرکزی مضمون یہی ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو ایک کتاب دی تھی، انھوں نے کتاب سے بے وفائی کی اور اس کے تقاضوں کو نظر انداز کیا تو تاریخ میں عبرت بن کے رہ گئے -اب اس امت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل کیا جو ایک مضبوط راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔اس امت کی بھلائی اور کامیابی اس کتاب کا حق ادا کرنے میں ہے
- اس موضوع کو سمیٹتے ہوئے یہ بتایا جارہا ہے کہ اللہ نے اس قرآن کو حق کے ساتھ اتارا، اور یہ حق ہی کے ساتھ اترا۔یعنی نہ اس کے بھیجنے میں اور اتارنے میں باطل کی کوئی آمیزش ہوئی ہے اور نہ یہاں اترنے میں کہیں باطل کو قلمکاری کا موقع ملا ہے
- یہ قرآن اپنی بیشمار خصوصیات کے باعث اپنی مثال آپ ہے اور یہ اپنی دلآویزی اور اثر اندازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ان خصوصیات کے باوجود اگر قریش اس کو قبول کرنے کی بجائے اس میں میں میخ نکالتے، قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کرتے، اور عجیب و غریب مطالبات کرتے ہیں، تو آپ ﷺ کو ایسے لوگوں کے بارے میں ہرگز پریشان نہیں ہونا چاہیے، یہ قرآن ان کے لیے حجت بن کے آیا ہے۔آپ ﷺ ان لوگوں کے ایمان کے ذمہ دار نہیں، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔اس کے علاوہ آپ ﷺ کی کوئی ذمہ داری نہیں کہ آپ (ﷺ) بلاوجہ اپنے آپ کو کوئی روگ لگالیں۔
- قرآن کے بتدریج اترنے کی حکمت بتائی گئی (اور مشرکین کے اعتراض کا جواب بھی)۔یہ تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے نازل کیا جارہا ہے کہ آپ لوگوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے سنائیں کہ یہ لوگوں کے فکر و عمل کا جزو بنے، اللہ تعالیٰ پوری کتاب یکبارگی بھی اتار سکتا تھا، لیکن اس نے بندوں کی ضرورت اور ان کے حالات کا لحاظ فرمایا اور اس کو نہایت تدریج و اہتمام کے ساتھ اتارا ہے۔

قُلۡ اٰمِنُوۡا بِہٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِہٖۤ اِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ۙ وَّ یَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ کَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ یَبۡکُوۡنَ وَ یَزِیۡدُہُمۡ خُشُوۡعًا ﴿۱۰۹﴾

صالحین اہل کتاب کے رویئے سے آپ ﷺ کو تسلی اور قریش سے بے نیازی

- قریشِ مکہ کا آپ ﷺ اور قرآنِ کریم کے ساتھ رویے کا ذکر اس پہلے آ چکا ہے
- اب ان سے ایک طرح سے منہ پھیر کر آپ ﷺ سے فرمایا جارہا ہے کہ آپ ان کے رویئے کی پروا نہ کیجیے بلکہ انھیں صاف صاف کہہ دیجیے کہ اگر تم قرآن پر ایمان لاؤ گے تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ قرآن پر تمہارا کوئی احسان نہیں اور اگر ایمان نہیں لاؤ گے، تو تم قرآن کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے اپنا ہی زیاں کرو گے۔ اگر تمہارے جیسے ہٹ دھرم قرآن کی عظمت کو تسلیم نہ بھی کریں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟
- میرے اطمینان کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اہل کتاب میں سے وہ گروہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے عصبیت کی بیماری سے محفوظ رکھا ہے اور جو حقیقت میں صالحین کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حقیقی روح کو پہچان چکے ہیں ان کے سامنے جب یہ قرآن کریم پڑھا جاتا ہے تو وہ اس حق کو پہچان لیتے ہیں اور بے ساختہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے
- یہ صالحین اہل کتاب کا ذکر ہے جو اپنے نبیوں اور صحیفوں کی پیشین گوئیوں سے واقف تھے اور ان کی روشنی میں ایک رسول اور ایک کتاب موعود کا انتظار کر رہے تھے
- صالحین اہل کتاب کے اس رویے کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ آل عمران آیات ۱۱۳ تا ۱۱۵، ۱۹۹، سورۃ المائدہ آیات ۸۲ تا ۸۵ میں آ چکا
- قرآن اس قدر عظیم معارف پر مشتمل ہے کہ یہ تمام علماء و مفکرین کے خضوع اور خشوع کو ابھارتا ہے۔

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۚ وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَابۡتَغِ بَیۡنَ ذٰلِكَ سَبِیۡلًا ﴿۱۱۰﴾

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ - آپ کہیے، تم پکارو اللہ (کہہ کر)

دَعَا یَدۡعُوۡ ، دَعۡوَةٌ :بلانا، پکارنا

اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ - یا پکارو رحمٰن (کہہ کر)

اَیًّا مَّا تَدۡعُوۡا - کوئی سا بھی (نام)، تم پکارو

اَیًّا : کونسا، جونسا۔ (یہ استفہامیہ بھی ہوتا ہے اور شرطیہ بھی، یہاں شرطیہ)

مَا : مازائدہ تاکید کے لیے ہے (زائدہ حرف کا ترجمہ نہیں کیا جاتا

فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى - سو اسی کے ہیں سب اچھے نام

الۡاَسۡمَآءُ :نام

اَلۡحُسۡنٰى: حُسۡنٌ سے افعل التفضیل واحد مونث کا صیغہ (سب اچھے)

وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ - اور نہ بلند کرو اپنی نماز (میں آواز) کو

جَهَرَ یَجۡهَرُ ، جَهۡرًا :بلند آواز سے کہنا

وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا - اور نہ پست کرو اس کو

(خ ف ت) خَافَتَ یُخَافِتُ ، مُخَافَتَةٌ :آہستہ گفتگو کرنا، پست کرنا

وَابۡتَغِ - اور اختیار کیجیے

اِبۡتَغٰى یَبۡتَغِیۡ ، اِبۡتِغَآءٌ :چاہنا، تلاش کرنا، اختیار کرنا (VIII)

بَیۡنَ ذٰلِكَ سَبِیۡلًا - اس کے درمیان کوئی راستہ (طریقہ)

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ - اور کہہ دیجیے تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے

الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ - جس نے نہیں بنائی

اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذٌ : بنانا (VIII)

وَلَدًا - کوئی اولاد

وَلَدٌ : اولاد - وَلَد : لڑکا (وَلَد کی جمع اولاد جس کا اطلاق واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث سب پر)

وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ - اور نہ ہے اس کا کوئی شریک

فِی الْمُلْكِ - بادشاہی میں

اَلْمُلْك : بادشاہی

وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ - اور نہ ہی اس کا کارساز (مددگار)

وَلِیٌّ: مددگار ....

مِّنَ الذُّلِّ - کمزوری (کے سبب) سے

ذَلَّ یَذِلُّ ، ذُلاًّ .... عاجز ہونا، کمزور ہونا، ذلیل ہونا

عاجزی اگر کسی کے دباؤ اور قہر کی بنا پر ہو تو اس کو ذُلّ کہتے ہیں

وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا - اور بڑائی بیان کرو اس کی کمال درجے کی بڑائی۔

كَبَّرَ یُكَبِّرُ ، تَكْبِیْرًا : بڑائی بیان کرنا، تکبیر پڑھنا

تَكْبِیْرًا : مصدر (مفعول مطلق)، فعل پر زور دینے / تاکید کے لیے

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ
سَبِيْلًا ۝١١٠ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝١١١

اے نبیؐ، اِن سے کہو، اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو اُس کے لیے سب اچھے ہی نام ہیں اور اپنی نماز نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے، ان دونوں کے درمیان اوسط درجے کا لہجہ اختیار کرو

اور کہو "تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے، اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتیبان ہو" اور اس کی بڑائی بیان کرو، کمال درجے کی بڑائی

Say to them (O Prophet!): "Call upon Him as Allah or call upon Him as al-Rahman; call Him by whichever name you will, all His names are beautiful. Neither offer your Prayer in too loud a voice, nor in a voice too low; but follow a middle course."
And say: "All praise be to Allah Who has neither taken to Himself a son, nor has He any partner in His kingdom, nor does He need anyone, out of weakness, to protect Him." So glorify Him in a manner worthy of His glory.

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١١٠﴾

آخری دو آیات - معرفت خداوندی اور توحید ربانی کے عظیم خزانے

- یہ مشرکینِ مکہ کے اس اعتراض کا جواب بھی ہے خالق کے لیے " اللہ " کا نام تو ہم نے سنا تھا، مگر یہ "رحمٰن "کا نام تم نے کہاں سے نکالا؟ ان کے ہاں چونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ نام رائج نہ تھا اس لیے وہ اس پر ناک بھوں چڑھاتے تھے۔ یہ اس لیے بھی کہ جو لوگ سچائی کو گہرائی کے ساتھ پائے ہوئے نہیں ہوتے۔ وہ ہمیشہ ظاہری چیزوں میں الجھے رہتے ہیں۔
- اس آیت کریمہ میں بتایا گیا کہ تم اسے اللہ کے نام سے پکارو یا "رحمٰن " کے نام سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس کے کئی اچھے اچھے نام ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ننانوے، ایک کم سو نام ہیں، جس نے ان کی حفاظت کی (یعنی انہیں یاد کیا) وہ جنت میں داخل ہو گا (إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وتِسْعِينَ اسْمًا مِئَةً إِلَّا واحِدًا، مَن أحْصَاهَا دَخَلَ الجَنَّةَ - متفق عليه)
- یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ان ناموں کو شمار کرنے کا یہ معنی نہیں کہ ان ناموں کو صرف زبان پر جاری کر لیں اور اللہ کو ان ناموں سے پکاریں تاکہ جنتی اور مستجاب الدعوۃ ہو جائیں۔ مقصد یہ ہے کہ ان اسماء کو عملی طور پر اپنایا جائے، عالم، رحمان، رحیم، جواد، کریم .... جیسے ناموں کا پرتو اپنے وجود پر ڈالا جائے اور عملی زندگی میں انھیں اپنایا جائے تاکہ ہم جنتی بھی ہو جائیں اور ہماری دعا بھی ہر حالت میں مستجاب ہو۔
- اسی طرح قرآن کی سورتوں اور مخصوص آیات کی فضیلت اور ثواب جیسا کی احادیث میں مذکور ہے ان کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ انسان انہیں بطور ورد پڑھے اور صرف زبان چلانے پر اکتفا کرے بلکہ یاد رکھیں کہ قرآن کا پڑھنا سمجھنے کے لئے اور سمجھنا غور و فکر کے لئے ہے اور غور و فکر عمل کرنے کے لئے ہے

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَيًّامَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۚ وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَ ابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴿۱۱۰﴾

- جہر واخفات میں اعتدال کے دو پہلو-(جہر- زیادہ آواز یا بلند کرنا، اخفات - آہستہ پڑھنا یا کہنا (کہ انسان خود بھی نہ سن سکے)
- اس آیتِ کریمہ میں دوسرا حکم نماز کو درمیانی آواز میں پڑھنے کا ہے نہ بہت زور سے اور نہ اتنا آہستہ کہ انسان خود بھی نہ سن سکے
- اس آیت کے شانِ نزول میں یہ روایات ہیں کہ جب آپ ﷺ اور مسلمان نماز (اور قرآن) زور سے پڑھتے تو مشرکین شور مچاتے اور ٹھٹھہ کرتے یا یہ اعتراض کرتے کہ یہ زور سے پڑھنا ہمارے آرام میں بے آرامی کا باعث بنتا ہے
- جہر واخفات میں اعتدال کا یہ اسلامی حکم ہمیں دو لحاظ سے متوجہ کرتا ہے :
- ایک یہ کہ ہم اپنی عبادات اس طرح سے انجام نہ دیں کہ دشمنوں کے ہاتھ بہانہ آجائے۔ وہ تمسخر اڑانے لگیں یا اعتراض کرنے لگیں۔ کیا ہی اچھا ہے کہ عبادت، متانت، سکون وادب کے ساتھ ہو کہ جس پر نہ صرف اعتراض نہ کیا جاسکے بلکہ اپنا شکوہ، آداب اور عظمت کے لحاظ سے بھی نمونہ ہو (ہمارے معاشرے میں لاؤڈ سپیکرز کا بے محابہ استعمال .... قابل توجہ ہے)
- دوسرا یہ کہ یہ عبادت ہمارے دوسرے اعمال کے لیے نمونہ بن جائے، ہمارے تمام سماجی، سیاسی واقتصادی اِمور اسی آئینے میں انجام پائیں، ان امور میں ہمیں ہر طرح کے افراط و تفریط اور تندروی و سہل انگاری سے بچنا چاہیے اور (وَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا) (درمیانی راہ اختیار کرو) کو اصول ہر کہیں کارفرما ہونا چاہیے

وَ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرۡهُ تَکۡبِیۡرًا ﴿۱۱۱﴾

اتمامِ حجت اور اعلان حق

- جس طرح سورت کے مضامین کا آغاز یوں ہوا تھا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اس کا کوئی شریک اور بیٹا نہیں ہے۔ اور اس کو دلی اور مددگار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ علی و کبیر ہے، تو اسی مضمون پر اس سورت کا خاتمہ بھی ہو رہا ہے۔
- یہ آخری آیت ایک طرح سے مشرکین پر اتمام حجت بھی ہے اور ان کے تمام عقائد باطلہ کے مقابلے میں اعلان حق بھی
- آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ اعلان کر دیں کہ میں تمہارے سامنے کام توحید کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اس میں اس بات کے لیے کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے، کیونکہ اولاد کی ضرورت زوال پذیر شخصیتوں کو ہوتی ہے جو اس بات کا اندیشہ رکھیں کہ بڑھاپے میں ہمیں کون سنبھالے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی احتیاج سے پاک ہے، اس کی ذات کے لیے کبھی زوال نہیں۔ وہ حیی اور قیوم ہے، اس کی بادشاہی میں کوئی ساجھی اور شریک نہیں، پوری کائنات کا نظام اس کے احکام سے چل رہا ہے
- اس فقرے میں ایک لطیف طنز ہے ان مشرکین کے عقائد پر جو مختلف دیوتاؤں اور بزرگ انسانوں کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ میاں نے اپنی خدائی کے مختلف شعبے یا اپنی سلطنت کے مختلف علاقے ان کے انتظام میں دے رکھے ہیں۔ اس بیہودہ عقیدے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی خدائی کا بار سنبھالنے سے عاجز ہے اس لیے وہ اپنے پشتیاں تلاش کر رہا ہے۔ اسی بنا پر فرمایا گیا کہ اللہ عاجز نہیں ہے کہ اسے کچھ ڈپٹیوں اور مددگاروں کی حاجت ہو
- انسانوں اور باقی مخلوقات کی بڑائی اسی میں ہے کہ تم سب مل کر اس کی کبریائی کے نغمے گاؤ اور اپنے قلب و دماغ میں اس کی کبریائی کو راسخ کر لو اور دنیا کے علم و دانش پر یہ بات واضح کر دو کہ دنیا کی تمام ابتری کا علاج صرف اس بات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی کبریائی کو تسلیم کیا جائے اور زندگی کے ہر شعبے میں اس کو بنیادی اصول تسلیم کر کے زندگی کی تعمیر کی جائے۔

وَ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ شَرِیۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرۡهُ تَکۡبِیۡرًا ﴿۱۱۱﴾

اس آیتِ کریمہ کی فضیلت

- (حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بنی عبدالمطلب میں جب کوئی بچہ زبان کھولنے کے قابل ہو جاتا تو اس کو آپ ﷺ یہ آیت سکھانے کی ترغیب دیتے تھے)
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا، اس طرح کہ میرا ہاتھ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ میں تھا۔ آپ (ﷺ) کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو بہت شکستہ حال اور پریشان تھا۔ آپ (ﷺ) نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہو گیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ بیماری اور تنگدستی نے مجھے اس حال کو پہنچا دیا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ میں تمہیں چند کلمات بتاتا ہوں، وہ پڑھو گے تو تمہاری بیماری اور تنگدستی جاتی رہے گی۔ وہ کلمات یہ تھے،

تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا۔

سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل

آیات 101 تا 111

- فرعون کی ہٹ دھرمی و تکبر، موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیے گئے متعدد معجزات کا انکار کیا-انہیں سرزمین مصر سے باہر نکالنا چاہا، باالآخر نتیجہ اس کی اور اس کی قوم کی بربادی کی صورت میں نکلا
- قرآن مجید کی عظمت اور تاثیر کا ذکر –قرآنِ کریم حقائق و معارف کا ایک خزانہ سمیٹے ہوئے ہے۔ اب جس کا جی چاہے، اس خزانے میں سے اپنا حصہ لے اور جو کوئی اپنی ازلی بدقسمتی کے باعث محروم رہنا چاہتا ہے، اس پر کوئی جبر اور زبردستی نہیں
- دینی تعلیمات کے بیان اور ابلاغ کے بعد راہ ایمان یا کفر اختیار کرنا یہ خود لوگوں کی ذمہ داری ہے۔
- سارے اچھے نام اور صفات اللہ ہی کے ہیں۔ ان اچھے ناموں میں سے کسی نام کے ساتھ پکارا جاسکتا ہے
- آخری آیتِ کریمہ توحید باری تعالیٰ کا ایک عظیم خزانہ-اس آیت میں توحید نظری، توحید عملی اور ہر طرح کے شرک کی نفی کا بیان جمع کر دیا گیا (اللہ کی کوئی اولاد نہیں۔ اللہ مختار مطلق ہے اور اُس کے ساتھ اختیار میں کوئی شریک نہیں۔ اللہ نے کسی کو مجبوری یا کمزوری کی وجہ سے اپنا ولی نہیں بنایا)